علمی و تدریسی خدمات میں جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کے کردار کا تحقیقی جائزہ

The role of Jamia Islamia Darul Uloom Sarhad: A Review of Academic and Teaching Services

Khalid Khan
PhD Research scholar,Qurtuba University Peshawar
Email: abunomanbajauri1@gmail.com
Sabira Begum
PhD Research Scholar, AWKU Mardan
Email: saudkhan43213@gmail.com
Muhammad Ittazaz Ul Haq
M.Phil Scholar, Qurtuba University Peshawar
Email: muhammadittazazulhaq28@gmail.com

Abstract
In Pakistan, there are a well-established 'Madrassa' system (Religious Seminaries) that is playing his role in educating and enlightening the society since centuries. Jamia Islamia Darul Uloom Sarhad is one of the great Islamic seminaries located in Peshawar, Khyber Pakhtunkhwa. It was founded in 1951 by Syed Muhammad Ayoob Jan Banori. This historical institution serves the both chapters, The Islamic education and social work. The institution has a great number of teachers who acquired their complete education in this institution and are not only scholars of Dars e Nizami but also equipped with contemporary education from universities and other traditional institutes. Besides the social and educational role, it has a significance due to its role during the era of Indo-Pak split. So, in this article we will discuss the brief history of Madaris and then introduction to Darul Uloom Sarhad and its various types of services.
Keyword: Darul Uloom, Jamia Islamia, Madrassa, Religious Seminary in Sarhad, Teaching, Syed Ayoob Benori

انسان اول سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:(وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا)[1]"یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔" اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی تعلیم وتربیت کی ابتداء بھی ہوگئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا اور تعلیم و تعلم تمام انبیاء کرام کی سنت مطہرہ قرار پائی۔ دینی مدارس اور میں تعلیمی اور تدریسی سرگرمیاں انبیاء کرام کی اسی محنت کا تسلسل ہیں۔

نبی ﷺ نے قبل الہجرت دارالارقم[2] کو خفیہ مدرسہ بنایا، جبکہ ہجرت مدینہ کے بعد مسجد نبوی ﷺ سے متصل ایک چبوترا بنایا گیا جو کہ صُفہ کہلایا۔

پانچویں صدی ہجری میں علامہ نظام الملک طوسیؒ[3] نے بغداد میں "مدرسہ نظامیہ" کے نام سے جدید مدارس کی باقاعدہ طور پر بنیاد رکھی۔ اسی طرح 1019ء میں ایک مشہور عادل بادشاہ سلطان محمود غزنویؒ نے غزنی میں "عروس فلک" کے نام سے ایک مدرسہ اور مسجد قائم کیا جس کو سب سے قدیم دینی علوم کے مرکز کا شرف حاصل ہوا۔

برصغیر پاک وہند میں دینی مدارس کا قیام دوسری صدی ہجری سے شروع ہوا اور یہ اعزاز سب سے پہلے ملتان کو حاصل ہوا، اسی طرح غزنویہ سلاطین کے دور میں لاہور بھی تعلیم و تعلم کا مرکز رہا، پھر دہلی میں بھی دینی علوم و فنون کے مراکز ساتویں صدی ہجری میں قائم ہوئے جبکہ برصغیر کا سب سے بڑا دینی منبع "دارالعلوم دیو بند" کا قیام جب 1867ء میں ہوا تو اس سے نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ پوری دنیا تک اس کے فیوض پہنچ گئے۔ انہی مدارس میں نہ صرف لارڈ میکالے کے وضع کردہ تعلیمی نظام کے خطرناک زہر کا علاج کیا گیا بلکہ ان کے دلوں میں اسلام کا حقیقی جذبہ وولولہ بھی پیدا کیا گیا۔ انہی دینی مدارس کی بدولت ہندوستان سے دور دراز کی دنیا تک اسلام کی اشاعت ہوئی۔

برصغیر پاک وہند میں ان دینی مدارس کی بدولت مسلمانوں کے بنیادی عقائد، اسلامی تہذیب و معاشرت اور تمام دینی علوم جیسے قرآن و حدیث اور فقہ وغیرہ کی مکمل حفاظت ہوئی۔

خیبر پختونخوا کے ضلع پشاور میں مدارس کی تاریخ اور دارالعلوم سرحد کا قیام

ضلع پشاور میں درس و تدریس کا آغاز:

پاکستان کی آزادی سے قبل انگریزوں کے دور حکومت میں ضلع پشاور میں سب سے پہلے مدرسے کی ابتداء حضرت مولانا عبدالحکیم پوپلزئیؒ نے اپنے مکان سے کی تھی جہاں پر وہ تشنگان علوم دینیہ کو علم سے سیراب فرماتے تھے۔ آپؒ اس علمی مرتبہ کے حامل شخصیت تھے کہ آپؒ کی وفات پر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے عربی میں ایک یادگار نظم لکھی جو کہ آپ کی کتاب القصائد البنوریۃ میں بھی شائع ہوئی۔ آپ کے وفات کے بعد درس و تدریس کی یہ مسند آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم پوپلزئیؒ نے سنبھالی۔[4]

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی بنیاد:

مفتی عبدالرحیم پوپلزئی نے اپنے والد گرامی کے سلسلہ درس کو جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ باہر شہر میں الگ ایک مدرسے کی بنیاد رکھی، جو کہ "مدرسہ عربیہ اسلامیہ جٹاں" کے نام سے موسوم تھا۔ لیکن دوسری طرف حضرت

مفتیؒ صاحب تحریک آزادی میں بھی پیش پیش تھے جس کی وجہ سے ایک تو آپ کی مصروفیات زیادہ تھیں اور ساتھ ہی مسلسل قید و بند کا بھی سامنا کر رہے تھے۔ اس وجہ سے مدرسہ کو وقت اور توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ ان مجبوریوں کی بناء پر مذکورہ مدرسہ بند ہو گیا۔

مدرسہ رفیع الاسلام کی بنیاد:

پشاور کے سب سے ممتاز اور مشہور عالم دین مولانا سید فضل صمدانیؒ نے ۱۳۴۱ھ بمطابق 1920ء میں بھانہ ماڑی کے مقام پر "مدرسہ رفیع الاسلام" کی بنیاد رکھی۔ جس میں دیگر جلیل القدر علماء کرام و شیوخ عظام کے علاوہ مؤسس جامعہ اسلامیہ دار العلوم سرحد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوریؒ و شیخ الحدیث علامہ محمد یوسف بنوریؒ اور مفتی عبد اللطیفؒ صاحب نے بھی ابتدائی کتابیں یہاں سے پڑھیں۔ بعد ازاں علامہ بنوریؒ نے دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اسی مدرسہ میں تقریباً دو سال بطور مدرس خدمات سر انجام دیں۔

علامہ محمد ایوب جان بنوریؒ کے ایک مایہ ناز شاگرد مولانا عبد الحلیم نے آپ کے سامنے ایک ضروری اور قابل عمل تجویز پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "چونکہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد ہندوستان کے عظیم الشان بڑے بڑے مدارس، جیسے دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم اور دار العلوم امینیہ وغیرہ تو وہاں پر رہ گئے لیکن یہاں پر صوبہ خیبر پختونخواہ کے دل پشاور شہر میں ایک باقاعدہ دینی درس گاہ اور علم کا منبع نہ ہونے کے باعث یہ شہر روحانی طور پر ویران ہے۔ لہذا اس شہر میں بھی ایک بڑا دینی ادارہ ضروری ہے تاکہ تشنگان علوم دینیہ کو علم کے حصول کے لیے زیادہ دور جانے کی نوبت نہ ہو اور ان کو اپنی دہلیز پر علم کی سیرابی میسر ہو۔"

جامعہ اسلامیہ دار العلوم سرحد کی بنیاد و آغاز:

علامہ بنوریؒ نے اس حقیقی روحانی کمی کو پورا کرنے اور دیر بابا جی کی ایک بہترین تجویز پر عمل کرنے کی خاطر مدرسہ بنانے کا مصمم ارادہ کیا۔ اس کام کے آغاز میں وسائل و ذرائع کا نہایت فقدان تھا اور انتہائی بے بضاعتی کے عالم میں اللہ پاک رب العزت پر توکل و بھروسہ کرتے تھے۔ حضرت علامہ سید محمد ایوب جان بنوریؒ نے بروز جمعرات ۱۴ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۹۵۱ء بمقام جامع مسجد سول کوارٹر کوہاٹ روڈ میں "دار العلوم سرحد پشاور" کے نام سے باقاعدہ طور پر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ جس مسجد میں اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی اس وقت اس مسجد کے خطیب مولانا فضل الرحمٰنؒ تھے اور ساتھ ہی آپ اس وقت اس جامعہ میں بطور مدرس بھی خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ اس مسجد میں دو سال درس و تدریس کے بعد چونکہ علوم دینیہ کے شیدائیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو جامعہ کو یہاں سے مجبوراً جامع مسجد مولانا غلام جیلانیؒ (اندرون آسیہ گیٹ) منتقل کرنا پڑا۔[5]

قدیم دینی درسگاہ:

چونکہ جامع مسجد مولانا غلام جیلانیؒ بھی طویل زمانے سے درس و تدریس کا مرکز رہی اس لیے جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کو یہاں پر منتقل کرنے کے بعد درس و تدریس کے نظام کو چار چاند لگ گئے اور اس طرح یہاں باقاعدہ طور پر ایک منظم جامعہ کی شکل بن گئی۔ اسی مسجد میں حضرت مولانا پائیندہ محمد صاحبؒ المعروف کابل مولوی صاحب بھی رہائش پذیر تھے۔ آپ کی بھی اس جامعہ میں بطور مدرس تقرری ہوئی اور وہ وفات تک بطور مدرس اسی جامعہ کے ساتھ منسلک رہے۔ علامہ بنوریؒ اور ان کے رفقاء کے اخلاص کی بدولت یوں رفتہ رفتہ اس جامعہ کی شہرت بڑھتی چلی گئی اور تمام شعبہ جات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا اور ساتھ ہی ہر سال طلباء کے داخلوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد طلباء کی کثرت کے باعث مسجد کے برآمدے اور صحن درس و تدریس کے لیے ناکافی پڑ گئے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایک مدرس کی تقریر کی آواز دوسرے مدرس کی تدریس میں خلل کا باعث بنتی اور کبھی کبھار بارش اور طوفان کے باعث بچاؤ کا کوئی خاص انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جامعہ کے لیے بڑی مشکل پیدا ہو جاتی تھی کہ مجبوراً مدرسہ میں چھٹی کرنی پڑتی تھی جس کی وجہ سے طلباء کا قیمتی وقت بھی ضائع ہو رہا تھا۔

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کے لیے قطعہ زمین کا حصول:

چونکہ جامع مسجد غلام جیلانیؒ میں درس و تدریس میں بڑی مشکل تھیں لہذا جامعہ کے لیے ایک مستقل اور وسیع عمارت کی اشد ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں جامعہ کے لیے الگ جگہ کی تلاش شروع ہوئی بالآخر آسیہ گیٹ کے باہر سر کلر روڈ پر ایک ایسا قطعہ زمین مل گیا جو طویل زمانے سے مدرسہ اسلامیہ کی تعمیر کے لیے وقف شدہ خالی پڑا تھا۔ یہ ایک ایسا قطعہ تھا جو ہر لحاظ سے جامعہ کے لیے موزوں اور موافق تھا لیکن یہ قطعہ اراضی محکمہ اوقاف کے کنٹرول میں تھا۔ چنانچہ جامعہ کی مجلس مشاورت نے عملی طور پر قدم اٹھاتے ہوئے مذکورہ زمین کے حصول کے لیے باقاعدہ طور پر محکمہ اوقاف کو درخواست دیدی۔ علامہ بنوریؒ بھی اس کام کو اہمیت دیتے ہوئے بذات خود کئی مرتبہ اس مقصد کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ اس کے حصول کے لیے ممکنہ حد تک کوشش کی آخر کار اللہ پاک نے آپؒ کی مخلصانہ تگ و دود کو قبول فرمایا اور حکومت نے نہایت ہمدردی اور سنجیدگی سے اس معاملہ پر غور و خوض شروع کیا اور بالآخر اوقاف کمشنر نے مذکورہ قطعہ زمین جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کے نام الاٹ کرنے کا حکم نامہ جاری کر دیا۔

تعمیری کمیٹی کا قیام:

حکومت کی طرف سے مذکورہ جگہ پر جامعہ کی تعمیر کے لیے اجازت ملتے ہی جامعہ کی مجلس شوریٰ نے ایک تعمیری کمیٹی بنادی۔ جس میں شہر کے نامور لوگوں اور معززین کے علاوہ مخیر اسلام پسند اور ہمدردان ملت کو شامل کیا

اوراس تعمیری کمیٹی کی شب وروز کی کوششوں کی بدولت اسی سال جامعہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

سنگ بنیاد:

جامعہ کی عمارت کا سنگ بنیاد ۱۳۸۰ھ بمطابق 1959ء میں حضرت مولانا عزیر گلؒ اور حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتیؒ جیسے باعمل علماء وصلحاء اور نامور مجاہدین کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا۔ اُسی زمانے میں تعمیری کمیٹی نے کل آٹھ درسگاہیں اور ایک دارالحدیث ہال تعمیر کیا جس پر اس وقت تقریبا ایک لاکھ روپے کی لاگت آئی۔ جبکہ اس کے علاوہ تمام دیگر تعمیرات بعد میں کی گئیں۔ (6)

جامعہ کا محل وقوع:

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد پشاور آسیہ گیٹ کے قریب برلب سرکلر روڈ کے جنوب کی طرف واقع ہے۔ جامعہ کا صدر دروازہ اور جامعہ کی جامع مسجد کا دروازہ بھی سڑک کی اسی جانب ہے۔ جب کہ دو دروازے ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ جامعہ کا کل رقبہ 19 کنال ہے جو کہ کل 380 مرلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں مسجد سمیت اساتذہ کرام اور ناظمین کے دفاتر، مہمان خانہ، دار الافتاء، کتب خانہ، دارالحفظ، درسگاہیں، دار الحدیث کا ایک بڑا ہال، دو دارالاقامے (احاطہ محمودیہ، احاطہ بنوریہ)، شیخ الحدیث قاری احسان الحق صاحب کی رہائش گاہ، دو عدد بڑے باغیچے، ڈسپنسری، اس کے علاوہ طلباء کرام کے لیے مطبخ بھی ہے اور ساتھ ہی تفریح کے لیے والی بال کا گراونڈ بھی بنایا گیا ہے۔

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کی علمی و تدریسی خدمات

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کی دینی و علمی خدمات کا سلسلہ تو بہت وسیع ہے لیکن ان میں سے چند بنیادی اور اہم خدمات کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کی تدریسی خدمات کا آغاز:

دینی علوم کے سب سے بڑے مرکز دارالعلوم سرحد میں سن ۱۹۵۱ء میں قیام سے لے کر تاحال مختلف فنون اور صحاح ستہ کے اسباق کی تدریس جاری وساری ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ملک کے کونے کونے میں جامعہ ہذا کے فضلاء کا ایک جال پھیل چکا ہے۔ اس لیے ہر علاقے کی مسجد اور مدرسے میں یہی فضلاء تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ترجمہ وتفسیر القران کریم کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

جس طرح قرآن مجید کے الفاظ سیکھنا لازمی ہیں اسی طرح قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفسیر سمجھنا بھی لازمی ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر جامعہ ہذا نے تفسیر القرآن کا ایک باقاعدہ شعبہ قائم کیا ہے۔

شعبان المعظم میں دورۃ تفسیر القرآن الکریم:

شعبہ دورہ تفسیر القرآن کے تحت شعبان المعظم کی چھٹیوں میں خصوصی طور پر طلباء کرام، علمائے عظام اور عوام الناس کے لیے دورۃ تفسیر القران کریم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شیخ التفسیر اول:

شیخ القرآن والحدیث حضرت شیخ امان اللہ حقانی رحمہ اللہ، جامعہ میں روز اول سے دورہ تفسیر القرآن الکریم کے درس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی مسند پر فائز رہے۔

شیخ التفسیر ثانی:

حضرت علامہ شیخ امان اللہ حقانی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد دورہ تفسیر القرآن الکریم کی خدمات جامعہ کے روح رواں شیخ القرآن والحدیث قاری احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حوالہ کی گئیں جو تاحال یہی فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔

ناظرہ قرآن مجید کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

چونکہ قرآن مجید کے الفاظ کو سیکھنا فرائض میں سے ہے اس لیے جامعہ کے اس شعبہ میں بنیادی کلمات یعنی حروف تہجی، حرکات ثلاثہ، تشدید اور سکون وغیرہ کو جاننے کی خاطر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ قاعدہ سیکھنے کے فوراًبعد قرآن مجید کو اول تا آخر تجوید اور صحیح قراءت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ پھر ان طلباء کرام سے مکمل قرآن مجید کا امتحان بھی لیا جاتا ہے اور امتحان میں کامیابی پانے والے طلباء کرام کو قرآن کریم کی سند بھی جاری کی جاتی ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد اور نماز کے متعلق خدمات کا جائزہ:

ناظرہ قرآن مجید پڑھنے والے طلباء کرام چونکہ ابتدائی اور لاعلم ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو عقائد اور نماز کے حوالے سے کوئی بھی علم نہیں ہوتالہذا قاعدہ اور ناظرہ پڑھنے والے طلبہ کرام کو کلاس کے آخری وقت میں اسلام کے بنیادی عقائد ایمان مجمل، ایمان مفصل، وضو، طہارت اور نماز سے متعلق ضروری احکام بھی سکھائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی نماز پڑھنے کا عملی طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔[7]

دعوت و تبلیغ کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

دعوت و تبلیغ والا کام حضرت نوح علیہ والسلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے کیا۔ اور اب یہ کام اللہ تعالی نے اس امت کے ہر فرد کے ذمہ لگایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ"[8]

(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی اور اللہ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے، اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کے پیش نظر جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد میں اس کے لیے ایک خاص شعبہ قائم کیا گیا ہے جو مولانا فضل وہاب اور مولانا سید ولی شاہ کی زیر سرپرستی کام کر رہا ہے۔

ایک روزہ سسٹم:

چونکہ طلباء کرام کو ہفتے میں صرف ایک دن چھٹی ہوتی ہے۔ باقی ایام اسباق، تکرار و مطالعہ میں مصروف ہوتے ہیں لہذا ان کے قیمتی اوقات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے لیے ایک روزہ یعنی چوبیس (۲۴) گھنٹے کی ترتیب بنائی گئی ہے ۔اس ترتیب کے مطابق طلباء جمعرات کے روز دعوت و تبلیغ کے لیے جاتے اور جمعہ کے دن واپس آتے ہیں۔ اس جماعت کی رخصتی کے وقت ہدایات اور ساتھ ہی علاقہ و مسجد کی تمام تر ذمہ داری مولانا فضل وہاب سرانجام دیتے ہیں۔

علامہ سید محمد ایوب جان بنوری رحمہ اللہ اور دعوت و تبلیغ:

علامہ سید محمد ایوب جان بنوریؒ اپنے دور اہتمام میں طلباء کرام کے کردار و گفتار پر کڑی نظر رکھتے تھے اور طلباء کے اخلاق کی اصلاح کی خاطر وقتاً فوقتاً تبلیغی جماعت کے اکابرین کو بلا کر بیان کرواتے نیز یک روزہ ترتیب کے علاوہ شعبان المعظم کی چھٹیوں میں چلہ لگانے کی ترغیب بھی دیتے تھے۔[9]

روزانہ کی بنیاد پر بیرونی گشت:

جامعہ کی جامع مسجد میں بعد از نماز عصر طلباء کی ایک جماعت گشت کے لیے تشکیل دی جاتی ہے جو جامعہ کے باہر دکانداروں، رکشے والوں اور گلی محلوں وغیرہ میں گشت کر کے دعوت دیتے ہیں اور پھر نماز مغرب کے لیے واپسی کر کے گشت کو ختم کر دیتے ہیں۔ گشت کی برکت سے نماز مغرب میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔

فضائل اعمال کی تعلیم:

بعد از نماز عشاء جامعہ کی جامع مسجد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی کتاب فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے جس میں طلباء کرام کے علاوہ عوام الناس بھی کثرت کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

مشورہ:

"وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ"[10] جامعہ کی مسجد میں فضائل اعمال کی تعلیم کے فوراً بعد اس شعبے کے ذمہ

دار ساتھیوں کا مشورہ ہوتا ہے جس میں دیگر امور کے علاوہ اگلے دن نماز عصر کے بعد بیرونی گشت اور نماز عشاء کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم کی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔

گشت اور دعوت و تبلیغ کے لیے مطالبہ اور بیان:

ہفتے میں ہر بدھ کے دن بعد از نماز مغرب آداب گشت کا بیان ہوتا ہے۔ پھر بعض ساتھی گشت کے لیے نکلتے ہیں جبکہ بقیہ ساتھی مسجد میں بیٹھ کر بیان سنتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نماز عشاء کے بعد دعوت و تبلیغ کے لیے مطالبے کا بیان ہوتا ہے۔ کبھی کبھار جامعہ کے کسی شیخ صاحب کو یہ بیان کرنے کی ذمہ داری دے دی جاتی ہے۔ بیان کے آخر میں مجمع سے ایک سال، چار ماہ، چلہ اور سہ روزہ کے لیے وقت نکالنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے جب کہ طلباء سے فی الحال ایک روز کا اور شعبان کی چھٹیوں میں چلہ لگانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

بیرونی جماعتوں کا جامعہ کو آمد:

کبھی کبھار بیرون ممالک جیسے افریقہ، مصر، چین اور عرب کے دیگر ممالک سے جو جماعتیں پاکستان آتی ہیں تو مقامی تبلیغی ساتھیوں کی رہبری میں جامعہ میں آتی ہیں۔ ان بیرونی جماعتوں کی مہمان نوازی کی خاطر کلاسوں کے اوقات میں اسباق موقوف کر کے تمام درجات کے طلباء کو جمع کیا جاتا ہے اور بیرونی مہمانوں کا اصلاحی و ترغیبی بیان ہوتا ہے جس کے آخر میں چھٹیوں میں وقت لگانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

دورہ حدیث والوں کے لیے اکرام کا بندوبست:

سال کے آخر میں تبلیغی مرکز پشاور کے بزرگوں کی ایک نمائندہ جماعت جو مرکز کے ذمہ دار ساتھیوں اور علماء پر مشتمل ہوتی ہے جامعہ آتی ہے اور دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لیے خصوصی بیان کر کے فراغت کے فوری بعد سال لگانے کا تقاضا رکھتی ہے۔ اس طرح کی مجالس میں اکثر طلبہ نقد ارادہ لکھوا کر کے دستار بندی کے بعد تبلیغ میں سال لگاتے ہیں اور رشد و ہدایت کے پیغمبرانہ مشن میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ مجلس کے آخر میں جماعت کی طرف سے اساتذہ کرام اور دورہ حدیث کے طلباء کے لیے بطور اکرام دعوتِ طعام کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے۔

اصلاحی حوالے سے خدمات کا جائزہ:

تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ طلباء کرام کی اصلاح اور تزکیہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس مقصد کی خاطر جامعہ میں باقاعدہ طور پر ایک اصلاحی شعبہ قائم ہے جو جامعہ کے ایک استاد مولانا محمد نعمان محمود کی زیر سرپرستی چل رہا ہے۔

بزم بنوری:

یہ جامعہ کی انجمن کا نام ہے جس میں طلبہ کرام کی تربیت کے لیے مختلف موضوعات پر تقاریر ہوتی ہیں۔

طریقہ کار:

ہفتے میں ہر بدھ کو جمعرات کی رات اس انجمن کا انعقاد ہوتا ہے۔اس میں طلباء کرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔١-احاطہ تعلیمیہ۔٢-احاطہ محمودیہ۔٣-احاطہ بنوریہ۔

اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا جاتا ہے۔پھر ہر ایک احاطہ کے طلباء میں سے صرف ایک طالب علم کو نظم یا نعت کے لیے بلایا جاتا ہے یعنی صرف تین نعتیں اور نظمیں پیش کی جاتی ہیں۔

تقریری مرحلہ:

نعت و نظم کے فوراًبعد ہر احاطہ میں سے صرف دو دو مقررین تقاریر پیش کرتے ہیں۔

تقریر کا موضوع:

ابتداء میں مقررین کو موضوع نگران کی طرف سے دیا جاتا تھا لیکن اب ان کو اجازت ہے کہ جس موضوع پر چاہیں تقریر کر سکتے ہیں۔ہر دو مہینے بعد ایک تقریری مقابلہ ہوتا ہے جس کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کے خاطر خوب کوشش اور تیاری کرتے ہیں۔

بیرونی ممتحنین:

مقررین کے مسابقہ کی جانچ کے لیے بیرونی ممتحنین بھی بلائے جاتے ہیں اور مقررہ تاریخ پر باقاعدہ تقریب بعنوان تقریری مقابلہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔یہ پروگرام عشاء کی نماز کے بعد شروع ہو کر رات دیر تک جاری رہتا ہے۔

کل نمبرات اور تقریر کا دورانیہ:

مقابلے کے کل سو نمبر ہوتے ہیں اور تقریر کا دورانیہ پانچ سے سات منٹ تک ہوتا ہے۔اگر بالفرض کسی مقرر نے اپنی تقریر کو پانچ منٹ سے پہلے یا سات منٹ کے بعد ختم کیا تو ممتحنین اس کمی و بیشی پر بھی نمبر کاٹتے ہیں۔

نتیجہ:

پروگرام کے آخر میں ممتحنین میں سے جو سینئر ہوتا ہے وہ سٹیج پر آکر سب سے پہلے مقرر طلباء کے متعلق اپنے تاثرات پیش کرتا ہے اور آخر میں اول،دوم سوم، پوزیشن لینے والے طلباء کا اعلان کرتا ہے اور ساتھ ہی انعامات تقسیم کرتا ہے۔

سالانہ تقسیم انعامات:

سال کے آخر میں کسی خاص رات کو ایک بڑی تقریب کا انتظام کیا جاتا ہے جس میں سال میں چھوٹے پروگرامز میں پوزیشن لینے والے طلباء مقابلے میں حصہ لیتے ہیں۔ تقریری مقابلہ میں شرکت کرنے والے تمام طلباء کو باقاعدہ طور پر ایک جامع موضوع بھی دیا جاتا ہے۔ جیسے وقت کی اہمیت، علماء دیوبند کا کردار، سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور مدارس کا کردار وغیرہ۔

ججمینٹ کمیٹی:

مذکورہ تقریب میں بھی تقریری مقابلے کی جانچ کے لیے بیرونی ممتحنین کو مدعو کیا جاتا ہے۔ تقریب کے آخر میں وہی کمیٹی ممبران اول، دوم، سوم پوزیشن لینے والے طلباء میں انعامات تقسیم کرتے ہیں۔[12]

حج کی تربیت کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

حج دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے لیکن زیادہ تر لوگ اس کے افعال سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ناواقف لوگ حج کو جاتے ہیں تو وہاں پر اتنی جنایات کا ارتکاب کرتے ہیں کہ بعض حجاج پر دم واجب ہو جاتا ہے اور بعض اپنے حج کو بھی فاسد کر لیتے ہیں۔ اس لیے اس دینی فریضہ کی ضرورت کے پیش نظر جامعہ میں اس کے لیے ایک مستقل شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ جامعہ کے شیخ الحدیث علامہ قاری احسان الحق بطور معلم اس میں تربیت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

طریقہ تربیت:

یہ تربیت دو نشستوں پر مشتمل ہوتی ہے، پہلی نشست میں حج کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور ساتھ ہی آخر میں سوال و جواب کے مرحلہ کے لیے بھی وقت دیا جاتا ہے اور پھر دوسری نشست میں ان مسائل کے مطابق عملی طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

احرام اور دیگر مناسک کے علاوہ خانہ کعبہ کا ڈیزائن بھی میز پر رکھ کر عملی طور پر طواف اور حجر اسود وغیرہ کے متعلق تمام مسائل عملی طور پر سکھائے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ نماز مغرب کے بعد سے شروع ہو کر نماز عشاء تک جاری رہتا ہے۔ جامعہ ھذا کی جامع مسجد اس تربیت کے لیے مختص کی گئی ہے۔

دورانیہ تربیت:

عموماً حج کی تربیت کا یہ سلسلہ ۱۵ شوال سے شروع ہو کر یکم ذی القعدہ کو ختم ہوتا ہے یعنی حج تربیت کا کل دورانیہ ۱۵ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔[14]

علاج معالجہ کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

چونکہ جامعہ میں کثیر تعداد میں اساتذہ اور طلباء رہائش پذیر ہیں لہذا ان کے ضروری اور ایمرجنسی علاج کے لیے جامعہ میں باقاعدہ طور پر ایک "ڈسپنسری" قائم کی گئی ہے جس میں مفت تشخیص کے ساتھ ساتھ مفت دوائی بھی دی جاتی ہے۔

دارالافتاء کے حوالے سے خدمات کا جائزہ:

جامعہ کا ایک اہم شعبہ دارالافتاء بھی ہے جہاں مسلمان اپنے شرعی مسائل کے حل کے لیے آتے ہیں اور مفتیان کرام لوگوں کے مسائل سن کر جواب دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے دور دراز علاقوں سے موصول ہونے والے استفتاؤں کے جواب دیتے ہیں۔

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد میں دارالافتاء کا قیام:

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد میں باقاعدہ طور پر دارالافتاء کا آغاز ۱۳۷۱ھ میں ہوا۔ یعنی تقریباً ۷۲ سال سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ (14)

سرپرست اعلیٰ دارالافتاء اسلامیہ جامعہ دار العلوم سرحد:

علامہ سید محمد ایوب جان بنوریؒ کی فرمائش پر جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد میں دارالافتاء قائم ہوا اور آپ اپنی وفات تک تمام فتووں کی تصویب کا اہتمام خود کرتے رہے اور بوقت ضرورت آپ نے منصب افتاء کے لیے وسیع علمی و فقہی مہارت رکھنے والے مستند مفتیوں کا تقرر بھی کیا۔ اس طرح آپ کی خصوصی نگرانی کے باعث نہایت قلیل عرصہ میں دارالافتاء منزل عروج پر پہنچ گیا۔

مفتی اول: دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد:

شیخ الحدیث مولانا مفتی عبد اللطیف کو علامہ محمد ایوب جان بنوریؒ نے فقہی مناسبت اور فقہ کے خصوصی ذوق کی وجہ سے ۱۳۷۱ھ میں بحیثیت "مفتی" کام کرنے کے ذمہ داری سونپی۔ اس طرح آپ دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کے باضابطہ طور پر "اولین مفتی" بنے۔

آپ کی تفہیم ضرب المثل تھی جس کی وجہ سے آپ اپنے زمانے کے بے مثال فقیہ و مسلم مفتی ثابت ہوئے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ علم حدیث کے علاوہ علم فقہ اور خاص طور پر علم الفرائض میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ تمام مسائل میں بالعموم اور مسائلِ میراث میں بالخصوص مفتی صاحب کی طرف رجوع کرتے تھے۔ (15)

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد کے رئیس دارالافتاء شیخ الحدیث مولانا مفتی سید قمر ہیں جو اپنی دینی بصیرت، فقاہت اور زہد و تقوی کے باعث معروف ہیں۔

مفتی کورس:

مولانا سید محمد ایوب جان بنوریؒ نے آپ کو افتاء کی تربیت دینے کے لیے خصوصی طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ آپ ہمیشہ ابتدائی دو گھنٹے بخاری شریف کا درس دیتے تھے اور بعد والے گھنٹے خالی ہوتے تھے۔ مولانا سید محمد ایوب جان بنوریؒ افتاء کی تمرین کے لیے ہمیشہ مفتی صاحب کا تیسرا گھنٹہ بھی خالی رکھتے اور اسی گھنٹے میں مفتی صاحب کو ساتھ بٹھا کر حضرت مفتی عبد اللطیف صاحب رحمہ اللہ کے فتووں کی تصویب فرماتے تھے۔ کبھی کسی مسئلہ میں کوئی بات نکل آتی تو حضرت بنوریؒ آپ ہی کے توسط سے مفتی عبد اللطیف صاحب سے اس کے بارے میں پوچھتے تھے۔

کورس کا کل دورانیہ:

عام طور پر تخصص کا کورس دو تا تین سال پر مشتمل ہوتا ہے لیکن مفتی سید قمر فرماتے ہیں کہ میرے کورس کی کل مدت تقریباً پچیس 25 سال ہے یعنی اتنی ہی مدت تک میں اسی طرح ان حضرات کے درمیان رہا اور ان کے دیئے ہوئے فتاویٰ پر نظر ثانی کرتا رہا اور ساتھ ساتھ میراث کے مسائل اور دوسرے فتوؤں کو بھی لکھتا رہا۔[16]

مفتی عبد اللطیف رحمہ اللہ فتاوی لکھنے میں ماہر تھے لیکن اس کے باوجود حضرت بنوری رحمہ اللہ میری تربیت کے واسطے حکم دیتے کہ مفتی صاحب کے دیے گئے فتاوی پر نظر ثانی کرو۔ میں حضرت بنوری رحمہ اللہ کے حکم پر مفتی عبد اللطیف صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھ کر ان فتاوی کو دیکھتا اور پھر اس سلسلے میں مطلوبہ کتب سے بھی واقفیت ہوتی اور مسائل سے بھی آگاہی ہوتی گئی۔ اس طریقے سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا۔

باضابطہ طور پر مفتی بننے کا آغاز:

طویل عرصہ مفتی عبد اللطیف صاحب کے ساتھ دارالافتاء میں گزارنے کے باعث آپ مفتی منصب کے قابل ہو چکے تھے۔ اس لیے جب رجب ۱۴۱۸ھ میں مفتی عبد اللطیف صاحب انتہائی علیل ہوئے تو ربیع الاول ۱۴۱۸ھ سے مفتی سید قمر کو افتاء کی تمام تر ذمہ داریاں حوالہ کی گئیں۔ اس طرح آپ باقاعدہ طور پر "رئیس دارالافتاء" کے مسند پر فائز ہوئے اور تاحال یہ خدمات احسن طریقے سے سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

دارالافتاء کی خدمات کا جائزہ:

دارالافتاء بنیادی طور پر مسلمانوں کے شرعی مسائل کے حل کے لیے قائم ہوتا ہے۔ جامعہ کے دارالافتاء میں ہمہ وقت مفتیان کرام شرعی فتاوی کی صورت میں مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا تحریری جواب دیتے

ہیں۔اس کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ خود آکر زبانی مسائل بھی پوچھتے ہیں۔اسی طرح اندرون ملک سے ڈاک کے ذریعہ آنے والے سوالات کے جوابات بھی حل کر کے ارسال کیے جاتے ہیں نیز ذاتی خانگی اور اجتماعی معاملات سے متعلق مسائل کا بھی حل بتایا جاتا ہے۔(17)

سفارشات وتجاویز

1. مدارس میں دینی علوم کے ساتھ سماجی خدمات اور اخلاقیات بھی سکھانے چاہئیں۔
2. مدارس کے فضلاء کو کسب حلال کے لیے کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سیکھنا چاہئے تاکہ سماجی اداروں کے ساتھ مقابلے میں شامل ہوں۔
3. دینی مدارس کو انسانی حقوق اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔
4. آج کل علماء اور سوسائٹی کے درمیان ربط قائم کرنے کے لیے میڈیا پر علماء اور سماج کے لیے دینی مدارس کی خدمات کو اُجاگر کرنا چاہئے۔
5. افادۂ عام کے لیے دارالعلوم سرحد کے فتاویٰ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت ہونی چاہئے۔
6. تمام مدارس جدت لانے کے خواہاں ہیں اس لیے مدارس کو اپنے وسائل اور ذرائع آمدن بڑھانا چاہئے۔
7. ملک کی تمام عدالتوں اور محکموں میں شرعی فتاوی جات کو بھی قانونی حیثیت دینی چاہیے۔
8. مدارس میں یکساں نصاب و نظام تعلیم، یکساں نظام امتحان اور یکساں نظام تربیت کے نفاذ کے لیے حکومت کو وفاق المدارس العربیہ کی تقلید کرنی چاہیے۔
9. تمام بڑے دینی مدارس سے تخصص و قضاء کورس کرنے والے علماء کے لیے ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے مساوی ڈگریاں جاری کرنی چاہئیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔سورۃ البقرہ:۳۱

۲۔دارارقم دراصل حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ سے منسوب ہے جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام لائے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن کوہ صفا میں واقع اس مکان کو درس و تدریس کا مرکز بنایا اور یہ اسلام کی پہلی درسگاہ بنی۔تین سال یعنی نبوت کے چھٹے سال تک یہی مکان تبلیغ اور رشد و ہدایت کا مرکز رہا۔مشرکین کی ایذارسانی سے حفاظت کی خاطر مسلمان اس مکان میں تعلیم و تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔(مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، لاہور: مکتبہ خلیل،1426ھ/2004،ج1، ص91)

۳۔نظام الملک طوسی کا اصل نام حسن بن علی اور لقب نظام الملک تھا جو ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے عہد حکومت میں وزیر اعظم کے منصب پر فائز رہا۔اس کے زمانے میں کافی عرصہ سے حسن بن صباح کی فوج کے ساتھ لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا تو اُس نے باقاعدہ

طور پر اپنی فوج کا ایک گروہ نظام الملک کے قتل پر مامور کر رکھا تھا۔ بغداد سے اصفہان جاتے ہوئے نظام الملک اُسی گروہ کے ہاتھوں شہید ہوا۔(ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق۔ جامعہ نظامیہ بغداد کا علمی و فکری کردار "عکس پبلی کیشنز، ص296-297)

۴۔ مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئیؒ، مختصر تاریخ جامعہ اسلامیہ دارلعلوم سرحد، پشاور: تاج کتب خانہ، شعبان1406ھ /1986ء، ص:7

۵۔ مفتی عبدالقادر و مفتی محمد نعمان، آغوش سرحد،(پشاور: جامعہ اسلامیہ دارلعلوم سرحد،1440ھ /2019ء)، ص:10

۶۔ جامعہ اسلامیہ دارلعلوم سرحد کا تعارف، انٹرویو، مولانا سید جواد احمد بنوری صاحب، نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ دارلعلوم سرحد، مورخہ 2021-04-09

۷۔ آغوش سرحد، ص:11

۸۔ سورۃ یوسف:108

۹۔ ارباب علم و عمل، ص:126

۱۰۔ سورۃ الشوریٰ:38

۱۱۔ سورۃ البقرہ:148

۱۲۔ بزم بنوری کا تعارف، انٹرویو، مولانا محمد نعمان محمود صاحب، نگران بزم بنوری، مورخہ 2021-26-05

۱۳۔ جامعہ کی دینی خدمات، انٹرویو، حضرت مولانا سید جواد احمد بنوری حفظہ اللہ، مورخہ 2021-07-11

۱۴۔ دارالعلوم سرحد میں دارالافتاء کا قیام، حضرت مولانا مفتی ولی اللہ صاحب، نائب مفتی دارلافتاء جامعہ اسلامیہ دارلعلوم سرحد، 17-07-2021

۱۵۔ ارباب علم و عمل، ص:185

۱۶۔ آغوش سرحد، ص22

۱۷۔ دارلافتاء کی خدمات: انٹرویو، مفتی ولی اللہ، نائب مفتی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد، مورخہ 2021-04-25